لیس فی الوجود الا ہو

الحمد للہ والمنت کہ نسخہ

خزینۂ حقیقت



المسمی بہ

جمال العارفین

از ارشاد افادت انتساب فخر الاماثل منبع الفواضل شریعت پناہ حقایق و معارف آگاہ مولانا و مرشدنا مولوی حافظ
قاری سید محمد جمال الدین شاہ صاحب دہلوی علوی دامت برکاتہ و افاضہ تمنع تکملہ حضرت مؤلف ممدوح
باہتمام خاکسار خادم خاص حضرت قبلہ ارشاد مولانا موصوف محمد بیگ ستر اللہ عیوبہ و غفر ذنوبہ

در مطبع فیض حسینی دہلی مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت کے بعد خاکسار ذرۂ بیمقدار گمنام محمد جمال الدین دہلوی برائے نام عرض کرتا ہے کہ اکثر ارباب سلسلہ کے التماس کی وجہ سے اور کتب کے سوا جب مفتاح القلوب لکھی اور ارشادون اور کتابون کی طرح رسالۂ حق نما مصنفۂ صاحب عالم نیر اعظم محمد داراشکوہ قادری خلف اکبر حضرت شاہجہان غازی رحمہما اللہ کا ترجمہ کرنا پڑا لیکن نقل کے بعد جب سب طرح تیار ہو چکی تو عزیزی خلفی مرزا احمد بیگ قادری سیانوی ماسٹر کالج روڑکی نے دل لگی بات کہی کہ حقنما واقع مین حقنما ہے مگر داراشکوہ مرحوم نے فاش راز اخفا کیا ہے عام لوگون کا کیا دل گردہ جو اسکے متحمل ہون اور کوتہ بینون کا کیا زہرہ جو اسکو سمجھ سکین اس غامض تحریر کے لئے جو عایت اوجز ہے صرف اپنے ہی خاص سلسلہ والے یا جو اسکے طالب و لایق ہون اگر مخصوص کئے جاوین اور مفتاح القلوب جو گو اپنے ہی لوگون کے لئے خاص ہے اپنے سلسلہ کے لئے عام رہے تو شاید بہتر ہو بقول آنکہ ؎ حیف باشد این سخن در گوش عام طوطیا در چشم نابینا کردہ چونکہ اسکی تصحیح و ترتیب مین وقت صرف ہوا تہا نیز ارباب بصیرت کو مفید بہر مفتاح القلوب اور مرآۃ الکمال کی طرح سلسلہ ہی کی قید بہی نہین بعد اضافۂ شرح وغیرہ کے یہہ علحدہ کتاب تصور کرنی گوارا کرلی اور اسکا نام جمال العاشقین رکہا ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن سب تعریف اُس پاک ذات کی جو موجود مطلق اور نعت اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مظہر کل اور خلیفہ برحق ہے اور اسکی آل و اصحاب پر بہت بہت رحمت آوے اور النسب یہہ ہے کہ حمد

نعت کی ادا مین جرأت نکرون اور زبان کو اس بلند معنی کے بیان مین نہ کھولون اسواسطے کہ اس باب مین جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کہنے سے عارفون کی نظر مین اپنا نقصان ہے لَا اُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ **اما بعد** جاننا چاہئے کہ اس جسمانی ہیکل مین حقیقتِ انسانی کے نزول کا یہہ سبب ہے کہ جو امانت اور دولت اسمین چھپی ہوئی ہے کمال کو پہونچکر پھر اپنی اصل مین واصل ہو جاوے پس ہر فرد و بشر کو چاہئے کہ بہمہ تن سعی و کوشش کر کے ہمیشہ کے نقصان سے اپنے آپ کو بچاکر اور تعینات کے وہم سے چھوٹکر اپنی اصل مین ملجاوے اور تہوڑی مدت کو جو بے انقطاع اور بے نہایت و طویل مدت کے درمیان واقع ہے بیہودہ اور واہیات کامون مین نکھوئے تا حسرت اور ندامت ابدی اور زیان و نقصان سرمدی نہ سہے اور زمرۂ اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰئِکَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ مین نرہے اور جو اسنے او حق تعالے جل و علی شانہ نے تمام مخلوقات سے خاص اسکو کرامت فرماکر وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ کی شرافت و خلعت سے مشرف فرمایا ضایع نکرے کہ تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے پیدا کیا اور انسان کو اپنے لئے پس چاہئے کہ ہر ایک آدمی ہمیشہ مطلب کی طلب مین رہے اور اوسکو ڈھونڈے کہ جوئندہ یابندہ ہوتا ہے کسی صاحبدل سے ملکر زحمتِ نقصان اور رنجِ ہجران سے چھوٹے خدایابی فقیریابی پر موقوف ہے جسنے فقیر کو نہ پایا خدا کو نہ پایا جسنے اوسکو پایا خدا کو پایا۔ ہر چند اس کام کا مدار اوسکے فضل پر منحصر ہے نہ اپنی سعی و کوشش پر۔

بیت ؎

گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند　　آن قدر ای دل کہ توانی بکوش ؎

اور واضح رہے کہ جناب قدس کی بارگاہ مین پہونچنے کے دو طریق ہین ایک تو فضل کا طریق یعنی حق سبحانہ و تعالے کسی فقیر کے پاس پہونچادے اور وہ کامل مرشد

ایک نظر اور ایک بات مین دامنِ مقصود بھر دے اور اُسکی آنکھ سے پردہ اُٹھا دے اور خوابِ غفلت سے بیدار کر کے بے رنج ریاضت اور شدتِ مجاہدت معشوقِ حقیقی کا جمال اُسکو دکھا دے اور اُسکو اُسکی خودی سے چھوڑا کر بے یسمع اور بی یبصر کے مرتبہ کو پہونچا دے[۱] ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؛ دوسرا مجاہدے اور ریاضت کا طریق وہ اس طرح پر ہے کہ لوگون کی باتین سنے یا بزرگون کے اقوال لکھے دیکھے کہ بعض آدمی اسطرح واصل ہوئی ہین اور جیساکہ حقِ معرفت ہی حق کو پہچانا ہے جبکہ اس راہ پر باتون اور کتابون کے ذریعہ سے ثابت قدم ہوجاوے پھر جستجو کے طریق مین مضبوط قدم رکھے اور کامل کوشش کرکے مرشد کے پاس پہنچے اور جس راہ پر اس قوم کے واصل چلی ہین وہ راہ معلوم کرے اور ریاضت[۲] اور مجاہدت کی داد دے باین ہمہ اگر فضلِ آلہی شاملِ حال ہو تو ہزار محنت اور رنج کے بعد مراد او مطلب برآری کی صورت دکھائی دیگی اور سلف کے طریق کی برکت سے اپنی تمنائی دلی کو پہونچیگا ہزار شکر کہ یہ نیازمند درگاہ صمدی محمد داراشکوہ قادری حنفی اسی طائفہ سی ہے جسکو فضلِ آلہی کے جذب نے بی ریاضت اور مجاہدہ کے کاملین کی نظر کی تاثیر سی اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور بی نہایت عنایت سی منزلِ مقصود پر پہنچا دیا ہی اور یہ فقیر بی مرتبۂ تحریر و تقریر و دقایقِ عرفان اور توحید کو جیساکہ معرفت کا حق ہے ایک ایک سمجھہ گیا پھر اکثر اپنی زمانہ کے بزرگون کی ملازمت اور صحبت مین رہا اور انکی متبرکہ انفاس سی متمتع ہوا اب تمام انبیاء اور اولیا کے مراد اور مطلب کو جیساکہ چاہئی تحقیق کرکے چاہتا ہون کہ کچھہ اُن عزیزون کے اسامی اور احوال مین ایک کتاب لکھون کیونکہ شب جمعہ کو آٹھوین رجب المرجب ۱۰۵۰ ہجری مین القا ہوا کہ خدا کے ولیون مین کے سلاسل مین بہت بہتر سلسلہ عالیہ اور

[۱] یہ رحمت ہے اللہ کی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اللہ بڑا رحمت والا ہے ۱۲ محمد جمال الدین دہلوی حنفی عفی عنہ

[۲] شطاریہ سلسلہ کا یہی قاعدہ ہے ۱۲ محمد جمال الدین دہلوی حنفی عفی عنہ

طریقۂ سینہ حضرات قادریہ کا ہی کہ سرورِ عالم مفخرِ بنی آدم بادشاہِ انبیا مرشدِ اولیا مہرِ سپہرِ نبوت مخاطب بخطابِ لولاک لما اظہرت الربوبیت رسول الثقلین سید الکونین خاتم المرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشوائے عارفان مقتدائی واصلان برہان شریعت سلطانِ طریقت گنجِ حقیقت بحرِ معرفت ہادی اہل اللہ قایل قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ شیخ الاسلام خلف سید الانام قطب المحققین غوث الثقلین ابو محمد حضرت محی الدین سید عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی الحنبلی رضی اللہ عنہ کو پہنچا اور انسے بالشرف مشایخ زمان اقدم اولیای جہان مخزنِ اسرارِ غیبی مطلعِ انوار لاریبی دانائے دقایقِ عرفان واقفِ اسرارِ یزدان دلیلِ اہلِ حقیقت رہنمای سالکانِ طریقت محرمِ حریمِ جلال وجمال شاہدِ بزمِ وصال اولیای ربانی محی الدین ثانی پیر دستگیر شیخ سنیر قدس اللہ روحہ الاقدس اور انسی بے واسطہ منتقل ہو کر شاہ محققان سلطانِ اہلِ عرفان سیاحِ بادیۂ تجرید سباحِ بحرِ توحید سالکِ طریقِ لقا واقفِ مواقفِ فنا وبقا محرمِ حریمِ یزدانی گنجورِ توحیدِ ربانی دانای اسرارِ وحدت منزہ از آفاتِ کثرت استادی ومرشدی مولانا شاہ سلمہ اللہ تعالے وابقاہ کو اور انسی بے واسطہ راقم الحروف کو اور اسی رات کو اس رسالہ کے لکہنی مین مصروف ہوا جو طالبانِ طریق کو خدا کی راہ دکہانے مین ہے تمام تصانیف مین میرا یہ طریقہ تہا کہ قرآنِ مجید اور فرقانِ حمید سے تفاول لیکر اشارۂ الٰہی کے مقتضا کے موافق نام رکہا کرتا تہا اس رسالہ کا نام بہی دل مین حق نما گزرا اس آیۂ کریمہ کے بعد جو حق نما اور اس کتاب کے بزرگی کی طرف دلالت کرتی ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ اور از بسکہ اس آیت کو اس نام کے ساتھ تمام مناسبت تھی اس رسالہ

شریفیہ کو حق نما کے ساتھہ پڑھو کیا **رباعی** خواہی کہ دلت ز وصل گردد گلشن ؛ خود را تو بجست وجوی دلبر افگن ؛ از قبلہ نما چو قبلہ را مے یابند ؛ دریاب ز حق نما تو حق را روشن ؛ جو کوئی کامل مرشد کے شرف صحبت سے کمال کو نہ پہنچا ہو اور اُسکو کامل کی شناخت نہ ہو وہ اس رسالہ کو پڑہے اور تفکر اور تدبر کی نظر سے دیکھے اول سے آخر تک ایک ایک پر عمل کرے امید ہے کہ مطلب کو پہونچکر مشرب صافی توحید سے جو کمال انسانی اور عرفان ربانی کے انتہا ہی بہرہ مند ہوگا اور ہر مطلب کو جنہو سلف و خلف کی کتابین پڑہین اور لوگ اُنکو نہین سمجھہ سکتے جان لے گا خلاصہ فتوحات اور فصوص اور سوانح اور لوائح اور لمعات اور لوامع اور تمام تصوف کی کتابین سمجھہ لے گا **رباعی** تو باطن شرع گر ندانی بخصوص ؛ ورہم نکشی نظر تو بر نقد نصوص ؛ یکدان و مدان تو غیر او در دو جہان ؛ اینست حقیقت فتوحات و فصوص ؛ جاننا چاہیے کہ اس رسالہ مین جو کچھہ لکھا ہے اوضاع اور اطوار نشست و برخاست اور اعمال و اشغال خاص سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے اسمین سر مو تفاوت و تجاوز نہین جو خدا رسیدہ اس رسالہ کو ملاحظہ کریگا داد انصاف دیگا کہ اس فقیر کو اللہ تعالے نے کس درجہ فتح الباب فرمایا اور اس لباس مین کس مرتبہ فقر اور عرفان کے دروازے کھولے سلا جہان جان جاوی کہ اُسکا کام سب بے علت ہے جسکو چاہتا ہے خواہ وہ کسی لباس مین ہو اپنی طرف کھینچتا ہے یہ ایسی دولت نہین جو ہر ایک کو ملے مگر ہزار شکر کہ اس نیازمند کو ملی ہے چنانچہ شروع جوانی مین ایک خواب دیکھے چار دفع ہاتف نے آواز دی کہ روی زمین کے کسی بادشاہ کو یہ دولت میسر نہین ہوئی جو اللہ تعالی تجکو ارزانی فرماتا ہے جاگ کر قرآن شریف کر

اس خواب کی تعبیر دیکھی اور اس دولت کا منتظر تھا کہ اسکے آثار ظہور مین آئے
دن بدن اُسکی روشنی بڑہتی گئی اور جن دنون مین کہ طلب دامنگیر تھی اس
جماعت کے ساتھ کمال اعتقاد درست کیا اور اس گروہ کے عمر کی تعداد اور
مولد اور مدفن وغیرہ حالات اور واقعات مین مین نے ایک کتاب لکھی قدس اللہ
ارواحہم جسکا نام سفینۃ الاولیاء رکھا پھر شرف ارادت سے مشرف ہو کر سلوک
کا طریقہ حاصل کیا اور اس طائفہ کے اطوار سے واقفیت حاصل کر کے
اپنے مشایخ کی کرامات اور اطوار اور مقامات اور آثار مین فوائد اور نکات سمیت
دوسری کتاب لکھی جسکا نام سکینۃ الاولیاء رکھا اب جو حق سبحانہ تعالی نے
میرے دل پر توحید اور عرفان کے دروازے کھولے اور فتوحات اور فیوضات
خاص مجھکو دئے وہ سب اس رسالہ مین لکھے جاتے مین اِنَّ فِی ذٰلِکَ
لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ٥ اس سلسلۂ عالیہ مین اور سلسلون کے مانند رنج
وریاضت اور محنت ومجاہدت نہین شعر ریاضت نیست پیش ما ہمہ لطف
وبخشایش ٭ ہمہ مہر ست ودلداری ہمہ عیش ست وآسایش ٭ حضرت
شیخ فریدالدین عطار نے فرمایا ہے شَیْخُكَ مَنْ يَّدُلُّكَ عَلٰی رَاحَتِكَ لَا مَنْ
يَّدُلُّكَ عَلٰی تَعَبِكَ یعنے شیخ تیرا ایسا ہے کہ تجکو بے ریاضت کے خدا تک
پہونچاوے ایسا نہین جو رنج وتعب سے ملاوے مولانا جلال الدین صاحب
رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین بیت زچندین رہ بہمانیت آورداو درین
عالم ٭ بیاورد ت برائے انتقام آن جہان آخر ٭

فصل اول عالم ناسوت کے بیان مین عالم ناسوت اس عالم کا نام ہے
بعضے اس کو عالم شہادت اور عالم ملک اور عالم مثال اور عالم بیداری بھی
کہتے ہین اور یہ نہایت تنزل یعنی نیچی کا مرتبہ ہے اسی عالم مین وجود کو

محمد جلال الدین دہلوی عفی عنہ

فصل اول عالم ناسوت کے بیان مین

کمال لذت ہے جس دردمند کو حق کی طلب کا شوق ہووے تو اول چاہیے
کہ وہ خالی جگہہ مین تنہا جاکر بیٹھے اور اُس فقیر کی صورت جسکی ساتھہ نیک گمان
رکہتا ہو یا معشوق کی صورت جس سی مجازی عشق کا تعلق اور رابطہ ہو یا اپنی
باپ دادا کی صورت کو اگر دیکہا ہو تصور کرے ^لہ^ **طریق تصور** آنکہین بند کر کے
جس صورت کو دیکہا ہو اسکی ساتھہ دل سے متوجہ ہو کر دل کی آنکہہ سے دیکہے
اور دھیان کرے دل تین جگہہ مین ہے ایک سینہ کے اندر بائین پستان
کے دو انگل نیچے ہے اسکو صنوبری دل کہتے ہین کیونکہ وہ صنوبر یعنی
چیڑ کے پھول کے مانند ہے اور یہ دل انسان اور حیوان سب رکہتی
ہین شعر انچہ بصورت دلِ انسان بودہ بر درِ قصاب فراوان بود شعر ہے
دلِ انسان کے ہم شکل جو ٭ تم درِ قصاب پہ جا دیکہلو ٭ مگر یہان خاص
آدمیون کا دل مراد ہے دوسرا دل اُمّ الدماغ یعنی دماغ کی جہلی مین ہے
اُسکو مدوری اور دلِ بیرنگ بہی کہتے ہین اسکی یہ خاصیت ہے کہ جسوقت سالک
اس دل کیطرف متوجہ ہوتا ہے خطرہ کو اصلا دخل نہین رہتا نہ اس جگہہ وسوسہ
کا قابو ہے تیسرا دل جو نشست گاہ کے درمیان ہے اسکو دلِ نیلوفری
کہتے ہین اور جو توجہ کہ تصور مین مذکور ہوئی صنوبری دل کے ساتھ متعلق ^ھ^
ہے اور اس مثالی صورت کو جو اس تصور مین دل کی آنکھ سے دیکھتے
ہین عالمِ مثال کہتے ہین اُس تصور کو جو کشفِ ملکوت کے مقدمہ مین ہے ملکوت سے جدا
کر کے اُس کا نام عالمِ مثال رکھا ہے ورنہ عالمِ مثال عالمِ ملکوت مین
داخل ہے پھر جسوقت طریق مذکور کے موافق تصور کرے گا رفتہ
رفتہ وہ صورت ٹھیک ٹھیک جم جاوے گی تو یہہ عالمِ ملکوت
کے فتح کا سبب ہے جب اچھی طرح یہ صورت خوب نظر آنے لگے

فصل دوسری

مبارک ہو کہ عالمِ مثال کھل گیا اس کام مین بہت مصروف ہونے سے کوئی دیکھی ہوئی شکل چھپی نہ رہیگی ✤—

فصل دوسری عالمِ ملکوت کے بیان مین اس عالم کو عالمِ ارواح اور عالمِ غیب اور عالمِ لطیف اور عالمِ خواب کہتے ہین ہر چند کہ یہ صورت بھی عالمِ ناسوت کی مانند ہے لیکن عالمِ ناسوت فانی ہے اور یہہ عالمِ ملکوت کبھی فانی نہین ہوتا ہمیشہ باقی رہے گا افادہ خواب ایک سبک موت ہے اور موت ایک گران خواب ہے اور جو عالمِ مثال اوپر لکھا گیا عالمِ ملکوت کی کنجی ہے اور عالمِ صورت کو جو آنکھہ بند کر کے دیکھا جاتا ہے وہ روح کے شکل مراد ہے بدن کی نہین پس ظاہر ہوا کہ آدمیون کی ارواح کی وہی صورت ہے جو عالمِ شہادت مین بے بدن کے موجود ہے اور ہر وقت نظر آسکتی ہے جو کوئی سوتا ہے خواہ ہوشیار ہو یا غافل اسکی روح آنکھہ اور جان اور زبان اور سارے باطنی حواس اور قوائین ظاہر کے حواس اور قوا کی بی وسیلہ کی بدنِ لطیف قبول کر کی عالمِ ملکوت مین سیر کرتی ہے ہر ایک کا دل لطافت اور واقفیت حاصل کر کے عالمِ ملکوت مین اچھی اچھی صورتین دیکھہ اور پاکیزہ آوازین سنکر خوش ہوتا ہے اور جسکا دل کثافت اور غفلت کے نیچے دبا ہے بُری صورتین اور کریہہ آوازین سنتا اور دیکھتا ہے اور عالمِ ناسوت مین جو کچھہ گرفتاری ہے وہی دیکھتا ہے اور بے مزہ ہوتا ہے پھر بیداری مین بھی اسکا بُرا نتیجہ نکلتا ہے سو اگر ان اشغال مین سے جو لکھے جاتے ہین کوئی شغل کرے تو اسکو دل کا زنگ دور ہو کر دل کا آئینہ روشن ہو اور اولیاؒ اور انبیاؑ اور فرشتون کی صورتین اسمین منعکس ہونگے اور بے خواہش کے مرشد کی صورت اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ کبار اور اولیاء عالی وقار کی صورتین دکھائی دینگی

اور اُن صورتوں سے زبانِ دل اور زبانِ حال کے ساتھ جس مشکل کا سوال
کریگا اُسکا جواب سُنیگا جس سے دل کا یقین زیادہ ہوگا اور مشکل آسان ہوگی اور عالمِ
ملکوت مین پوری تسلی ملیگی جو کسی بزرگ کی شکل دکھائی دے حضرت سرورِ کائنات
صلواۃ اللہ علیہ وسلامہ کی زیارت کی درخواست کرے تا اپنے مرشد اور اُن بزرگون
کے وسیلے سے مشرف بزیارتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہووے جو پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے شکل مبارک دیکھے یقیناً جان لے کہ آن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ
کی صورت مبارک ہے صحیح حدیث شریف مین آیا ہے مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ
رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ یعنی جسنی مجھے خواب مین دیکھا
بیشک اُسنے مجھے دیکھا کیون کہ شیطان میری شکل نہین بنا سکتا اور یہ ظاہر
وباہر ہے کہ یہ حدیث عالمِ ملکوت کے باب مین ہے جب اِنسان کی طبیعت
معرفت کی مہاجرت سے کثافت کی طرف مائل ہووے تو اُس سے لطافت دور
ہوجاتی ہے بس عالمِ ملکوت اسی واسطے ہے کہ لطافت کا راستہ دکھاوے
اور پہچان لے کہ اُسکی اصل تو لطیف ہے صرف بدن کی صحبت سے روح
کثافت مین دب گئے تھے کس واسطے کہ اگر بدن کی صحبت روح پر غالب آتی ہے
تو روح کا حال بھی بدن کی طرف پھر جاتا ہے جو روح کی صحبت بدن پر
غالب ہو تو بدن بھی لطیف ہو جاتا ہے جیسے آنحضرت صلعم روح کی صحبت
بدن پر ایسی غالب آئی تھی کہ بدن مبارک بھی کمال لطیف تھا اسی لئے بدن
مبارک پر مکھی نہین بیٹھتی تھی اور سایہ بھی زمین پر نہین پڑتا تھا کیونکہ تھوا لطیف
ہو نہ اُسکا سایہ ہوسکتا ہے نہ مکھی کے بیٹھنے کی طاقت چونکہ روح ہوا سے
بھی زیادہ لطیف ہے اُسکو کوئی حجاب اور مانع نہین پھر کیا عجب ہے جو آن
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدن سمیت معراج ہوئی ہو اور عیسی علی نبینا علیہ

السّلام بدن کے ساتھہ آسمان پر ہین اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا پھر جب عالم مثال سے ملکوت مین آگیا اور نیک و بدروحین دکھائی دینے لگین اور ملائکہ کی صورتین بھی ارواح کی طرح دکھائی دین اُسوقت چاہئے کہ اس کیفیت اور توجہ کو چندے ہاتھ سے ندے تا عالم لطافت کی حقیقت جو اصل ہے اور یہ عالم اُسکا سایہ خوب روشن ہو اب جو کچھہ چاہیگا اُسمین مشاہدہ کر سکیگا جو عالم لطافت مین نسبت تمام بہم پہنچے مبارک ہو کہ عالم ملکوت کھل گیا لیکن اصل مطلب اور ہے مناسب ہے کہ اس میدان مین نہ ٹھہرے اور اپنی آپ کو اس بھنور سے نکال کر اور صورت پر نظر نہ رکھکر عالم صورت مین دل نہ دے اور کشف و کرامات کی خواہش نکرے کہ اس مرتبہ مین کشف و کرامات بہت ہے چنانچہ ایک دفعہ حضرت میان شاہ سید قدس سرہ کی آنکھہ کی پلک پر دانہ نکلا اس سے نہایت تکلیف تھی جراح کو علاج کیلئے بلایا جراح نے اُس دانہ کو چیرنا چاہا میان نتھا جو آپ کے مرید و مجربے ٹرے کامل تھے بولے ذرا دم لو اور عالم ملکوت کی طرف متوجہ ہوئے ایک شخص سے اُس عالم مین دیکھکر پوچھا کہ دانہ کا علاج جو پلک پر ہوا ہے کیا ہے اُسنے کہا تخم خیار یعنی کھیرے کے بیج پیسکر اُس دانہ پر لگا دو اُسیوقت آنکھین کھولکر فرمایا کہ تخم خیار پیسکر لگا دو اُسکے لگاتے ہی صحت ہوئی ایک نے حاضرین مجلس سے عرض کیا کہ میان نتھن آپ آنکھہ کے علاج سے واقف ہین فرمایا نہین مگر عالم ملکوت مین تمام دوائین ... ... موجود ہین جو اس عالم کی طرف متوجہ ہوا یہہ علاج ملا کیونکہ عالم ملکوت مین جو صاحب دل کہتا ہے بیشک وہی ہوتا ہے اُس شخص نے التماس کیا شاید حضرت کو عالم ملکوت مین تصرف نہین ہے جو آپ نے یہ دوا دریافت کی فرمایا مین اس عالم ملکوت کو طے کر چکا ہون میرا

اس عالم کی طرف توجہ کرنا تنزل کا موجب ہے کیونکہ یہ عالم نیچے کے درجہ مین ہے

تنبیہ بہت سے فقیر کشف وکرامات کی چاٹ پر اس عالم ملکوت ہی مین الجھ رہ گئے ہین اور اصل راہ گم کرکے اسمین پہنس گئے ہین سالک کو اس سے عبور کرنا لازم ہے اور مناسب ہے کیونکہ جو حقیقت اور معرفت کے راہ چلنے والے ہین انکو عالم ناسوت اور عالم ملکوت اور جبروت سے ضرور گزرنا پڑے گا لیکن چاہیے کہ انکی طرف التفات نکرے اور انسے آگے بڑہنے مین جلدی بھی نکرے ورنہ وہ جلد ہی سدراہ ہو جاوینگی فقرا کے طریقہ مین فتح عالم ملکوت فتح عظیم ہے یہ طریق حضرت غوث الثقلین کا ہے رضی اللہ تعالے عنہ چنانچہ شیخ ابو عمر صدیقی قدس سرہ کہتے ہین کہ مین جو سید العارفین حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو حضرت نے طاقیہ مبارک اپنا میرے سر پر رکہا اسکی خنکی میرے دماغ مین پہونچی اور مجہپر عالم ملکوت کہل گیا یعنی سنا کہ عالم اور جو کچھہ عالم مین ہے حق کی تسبیح کہتے ہین طرح طرح کے لغات اور تقدیس سُننی قریب تہا کہ میری عقل زائل ہو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے روئی کے پہوئے جو ہاتھہ مین تہی میرے کان مین رکہی تب میری عقل ٹہکانے رہی جبکہ عالم مثال اور عالم ملکوت سالک پر کہل جاوے چاہیے کہ اس سلسلہ کے بعض اشغال مین سے بہی چند شغل برتے جنسے دلکو روشنی اور صفائی حاصل ہو اور جو آئینہ دل مین زنگ جما ہے دور ہو تاکہ ہر طرف یار کے جمال کا مشاہدہ کرے کیونکہ حضرات دل کو عرش الرحمن کہتے ہین اسوجہ سے کہ اس جگہ سے ذات کی حقیقت کہلتی ہے اور پریشان شدہ حواس خمسہ اسکی توجہ سے جمع ہوتے ہین *

طریقِ شغلِ اسم ذات

طریقِ شغلِ اسم ذات اسم اللہ کو زبان کی بے حرکت کرکے آہستہ آہستہ

دلین کہتا رہے اس اسم مبارک کے کہنے کی کثرت سے یہان تک نوبت پہنچ گئے کہ خواب مین بھی دل کو آگاہی اور ہوشیاری رہیگی ف یہ اسم بہت بزرگ جامع جمیع اسماء ہے کوئی چیز اس اسم سے باہر نہین ہے اس اسم اعظم کے معنی یہ ہین کہ وہ ہی ہے صاحب تین صفت کا یعنی صفت ایجاد و ابقا و فنا تمام پیدائش اور کل موجودات ان تینون صفات مین داخل ہین لیکن اس اسم اعظم کے ان معنی اور بہید سے بعض کامل مشایخ کے سوا ہر کوئی واقف نہین ہو

دوسرا شغل حبس دم جو عمدہ اور فقیر کا مختار طریقہ ہے اسکے بغیر کشود نہین ہوتا سبکو اسپر عمل مین لانا چاہیئے کہ اسمین عمدہ کشایش میسر ہے طریق تنہائی مین دل کو وسوسون سے اور دنیوی حاجتون سے خالی کرکے نیم جلسہ کے طور پر بیٹھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی یہ طرز ہے دونون ہاتھ کے کہنیون کو دونون گھٹنون کی چپنی یعنی سر پر رکھکر دونون ہاتھ کے انگوٹھون سے دونون کان کے سوراخ بند کرے تاکہ اوس راہ سے دم باہر نجاوے اور دونون شہادت کی انگلیون سے دونون آنکھین بند کرے یعنی آنکھون پر انگلیون کو رکھہ لے اور خنصر اور بنصر انگلیون سے دونون ہونٹون کو بند کرے اور دونون میانہ انگلیون کو ناک کے دونون نتھنون پر اس ترکیب سے رکھے کہ اول داہنی طرف کا سوراخ مضبوط پکڑ کر دم کو بند کرے اور بائین طرف کے ناک کے سوراخ سے لا الہ کھکر دم کو دماغ پر پہونچا کر دل کی طرف لاوے بعد ازان بائین سوراخ کو بھی محکم کرے حبس دم مین مشغول ہو اس عمل کے شروع سے کثرت کے کمال تک کہ جہانتک تکلیف معلوم نہو اور دل نہ گھبراوے دم کو روکے اور دم کو چھوڑنے کے وقت جو انگلی کہ بائین نتھنی پر رکھی ہے اٹھا کر اور دم کے ساتھ الا اللہ کہکر باہر کو بہت آہستہ سے دم

چھوڑے کہ جلد دم کے چھوڑنے م

سے دماغ کو نقصان پہونچتا ہے اسی طریق سے جس قدر کہ ہو سکے تھوڑا
تھوڑا کرتا رہے اس شغل کے بعض عاملون نے یہانتک ربط پیدا کیا ہے
کہ چار مرتبہ کے دم کے چڑھانے اور اتارنے مین چار پہر آخر کر دیئے
یعنی ایک پہر تک دم کو روکا اخوند مولانا ملا شاہؒ نے اس مرتبہ تک پہنچایا
تھا کہ عشا کی نماز پڑھ کر حبس دم فرماتے تھے اور صبح کی نماز کے وقت خواہ
بڑی رات ہو یا چھوٹی دم کو چھوڑتے تھے پندرہ برس تک متواتر یہی
عمل رہا اس شغل کے اثر سے فتح عظیم نے ظہور پایا اور حال مین حقیقی
دولت کے دروازے کھلے اس شغل کے فوائد مین سے ایک یہ بھی فائدہ
ہے کہ نیند بالکل جاتی رہتی ہے چنانچہ تیس برس حضرت اخوند مولانا شاہ
نہ سوئے اور یہ شغل بزرگ دل کے آئینہ سے زنگ کا دور کرنے والا اور
آب و گل کے کدورت سے صفائی دینی والا ہے حضرت غوث الثقلین
رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے اس فقیر کو تحقیق کی رو سے پہنچا ہے اور
اس شغل کا نام حضرت غوث الاعظم رح نے رومروف فرمایا ہے —
حضرت میان میر قدس اللہ سرہ نے اس شغل کو اسقدر بڑھایا کہ دم کے
روکنے کے بعد دم چھوڑتے وقت تک صنوبری دل کی زبان سے
جو سینہ مین ہے الا اللہ کہتے تھے کیونکہ خالی بیٹھنے مین جو خطرے آتے
ہین وہ الا اللہ کہتے ہی دور ہو جاتے ہین پھر اور طرف توجہ کرنے سے
پھر آ جاتے ہین اس لیے اس شغل کا نام حضرت میان میر نے زد و برد
کہا ہے کیونکہ جو اس اسم شریف کا دل کے ساتھ ورد کرتا ہے کامیاب
ہوتا ہے سلوک کی راہ مین خطرے بہت ہین حضرات مشایخ رحمۃ اللہ علیہم
خاصکر حضرت غوث پاک نے خطرون کے بند کرنیکی لیے بہت علاج فرمائے

جنمین سے ایک تو یہی ہے جو اوپر مذکور ہوا دوسرے یہ کہ جس شخص کے صنوبری
دل مین بہت خطرے آتے ہون چاہیئے کہ صنوبری دل سے جو خطرون
کی جگہہ ہے توجہ اُٹھا کر مدوّری دل کی طرف توجہ کرے چونکہ یہ دل بیرنگ
ہے اس جگہہ خطرہ کو گنجایش نہین ہے ۔

دوسرا طریق خطرہ دور کرنے کا یہ ہے کہ خطرہ کو بھی غیر نجانے اور جو
خطرہ کہ پیش آوے اُسکو شغلِ شریف حبس دم کے ساتھہ بطریق مذکورہ
بالا کے بدل دے جو کوئی شخص چند روز اس عمل کو کریگا اسکو دل اور وجود
مین عجیب حرارت اور غریب لطافت اور شوقِ عظیم اور روشنی لطیف پیدا
ہوگی کہ کثافت اور غفلت کو تمام و کمال دور کریگا اور ذوق بے اندازہ ملیگا
اور اس شغل کی لذت خود بیکاریون سے باز رکھے گی لیکن ہر وقت اور
ہر مقام مین یہ شغل کرنا نہین چاہیے جسوقت خلوت مین ہو اس شغل شریف
مین مشغول رہے سیر اور خلق کی صحبت کے وقت پاس انفاس کا شغل
جو بیان کیا گیا ہے مناسب اور بہتر ہے اُسکو ہر وقت اور ہر جگہہ جاری
رکھنا چاہیئے ۔

تنبیہ شغلِ حبس دم مین چاہیئے کہ ہمیشہ دل کی طرف توجہ رکھے
کہ اس شغل مین اندرونِ دل سے آوازین سنائی دینگی چنانچہ حضرت مولانا
روم قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہین شعر بر لبش قفل ست و در دل
رازہاست * لب خموش و دل پر از آوازہاست * اور یہ آواز بعض وقت
زنبور خانہ کے آواز کی مانند آتی ہے بعض وقت جرس اور دیگ کے جوش
کی مانند آواز نکلتی ہے چنانچہ متقدمین سے ایک بزرگ نے اس طرف
اشارہ کیا ہے رباعی سنجہا بانگ زنبوران نماید * چو اندر گوشِ ما گوید نگار

دوسرا طریق خطرہ دور کرنے کا

[illegible]

ہمہ عالم گرفتہ آفتاب ٭ نہی کورے کہ میگوید کہ اش ٭ بہان ذاکر یہ گمان
نکرے کہ یہ آواز اسی کے دلمین ہے بلکہ تمام عالم اندر اور باہر سے
اسی آواز سے پُر ہے اشعار بر آور پنبہ پندارت از گوش ٭ ندائے واحد
القہار مینوش ٭ ندا می آید از حق بردوامست ٭ چرا گشتی تو موقوف قیامت
اسکی حقیقت سلطان الاذکار کے شغل کے بیان مین جو آیندہ ذکر کیا جاتا ہے
طالب پر ظاہر ہوگی۔

تفسیر شغل سلطان الاذکار فقرائے اسپر اتفاق کیا ہے کہ
باسناد معتبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ظاہری اور باطنی عمدہ
اور نایاب نعمت ہے صحابہ اور اون سے سلسلہ بسلسلہ حضرت غوث الثقلین
رضی اللہ عنہ اور اُن سے سلسلہ بسلسلہ ہم تک پہونچی یہ آواز کا شغل ہے اسکو
فقرا کے طریقہ مین سلطان الاذکار کہتے ہین اور آواز تین قسم کی ہوتی
ہی ایک دونون آنکھون کے ملانے سے نکلتی ہے جیسے دونون ہاتھون کے
ملانے کی حرکت سے تالی کی آواز ہے کہ ایک ہاتھ کی حرکت سے اصلا
آواز نہین نکلتی اور اس آواز کو محدث اور مرکب کہتے ہین دوسری قسم
جسم کے بے حرکت اور آتش و باد وغیرہ عنصر کے بے ترکیب کے انسان
کے اندر سے نکلتی ہے اس آواز کو بسیط و لطیف کہتے ہین تیسری
قسم یہ آواز بیحد اور بے واسطہ ہمیشہ ایک ہی طرح پر ظاہر اور جاری
رہتی ہے کم زیادہ اور متغیر اور متبدل نہین ہوتی اور بے جہت ہے
گو تمام عالم اس آواز سے پُر ہے مگر اہل دل کے سوا کوئی اس
آواز کو پہچان نہین سکتا اور نہ سُنتا ہے یہ آواز کل موجودات کی
پیدائش سے پہلے تھی اور اب ہے اور آیندہ ہمیشہ رہیگی اس آواز کا

تفسیر شغل سلطان الاذکار

نام بیجا آواز مطلق ہے کوئی شغل اس سے بہتر اور بالاتر نہین شاغل کی احتیاط اور سعی سے تمام اشغال صادر ہوتے ہین جب شاغل اُنسے باز رہتا ہے منقطع ہو جاتے ہین مگر یہ شغلِ شریف جو ہمیشہ شاغل کی بے ارادہ اور بے انقطاع اور انفصال کے میسر ہوتا ہے اکثر صحیح احادیث سے جو صحاح ستہ مین مسطور ہین ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ[1] اس شغل مین مشغول رہتے تھے مگر کسی عالم کو اسکا واقعی بہید نہ کھلا حضرت خدیجہ رضی سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلعم نبوت سے پہلے کہانا اپنے ساتھ لیجا کر غارِ حرا مین جو نکہ معظمہ کے نزدیک مشہور و معروف ایک غار ہے تشریف لیجاتے اور اس غار مین اس شغل کے ساتھ مشغولی فرماتے اسکے اثر سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صورت ظاہر ہوتی اور وحی کے اُترنیکی ابتدا بھی یہی ہے اسکے بعد جو کچھ ہوا ہُوا۔

طریق شغل سلطان الاذکار

طریق شغلِ سلطان الاذکار جو کوئی اس شغلِ مبارک سلطان الاذکار کو شروع کرنا چاہے اُسے چاہیے کہ رات کو تاریک حجری مین اور دن کو جنگل مین جہان آدمی کا گزر نہو یا ایسے حجرے مین جہان کسیکی آواز نہ پہنچے بیٹھکر اپنے کانون کیطرف توجہ اور غور کرے ضرور بالضرور لطیف آواز سنائی دیگی رفتہ رفتہ وہ آواز ایسی غالب ہو جاویگی کہ ہر وقت اور ہر جگہ اور ہر طرف سے وہی آواز آویگی جو آواز کہ اس شغل کے ذریعہ سے معلوم ہوگی وہ اور آوازون کا ایک قطرہ ہے جو تمام عالم مین موجود ہے وہ دریا ہے یہ آواز اُسی دریا کا ایک قطرہ ہے ؎ تو بگوشِ خویش گوشی بنہ و بہوش بنگر کہ جہان پُرست یا نہ ہمہ از صدائے مطلق ؎ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ علی نبینا سے افلاطونِ حالی نے کہا کہ ای زنِ حائضہ کے پسر تو ہی کہتا ہے کہ پروردگار مجھسے باتین کرتا ہے حالانکہ وہ جہت سے پاک ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واقعی مین مین یہی دعوی کرتا ہون اور ہر طرف سے آواز سنتا ہون ہان انقطاع اور حروف کی ترکیب سے منزہ ہے افلاطون نے موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی اور انکی رسالت پر اقرار کیا حضرت پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے وحی کے نزول کی کیفیت

[1] یعنی نبوت سے پہلے اور بعد بھی ۱۲ محمد جلال الدین رومی عفی عنہ

پوچھی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کبھی مجکو دیگ کے جوش کی مانند کبھی شہد کی مکھی
کی مانند ایک آواز آتی ہے اور کبھی فرشتہ مرد کی صورت مین کچھہ حروف کہتا ہے
کبھی سلسلہ جرس یعنی گھنٹہ کے مانند آواز سنتا ہون خواجہ علیہ الرحمۃ نی اسطرف اشارہ
فرمایا ہے سے کس ندانست کہ منزلگہ معشوق کجاست ۞ اینقدر ہست کہ بانگ جرسی
می آید ۞ اور مولانا عبدالرحمن جامی رح فرماتے ہین سے در قافلہ کہ اوست دانم نرسم ۞
این بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم ۞ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی اونٹ پر سوار ہوتے تھے
اور یہ شغل غلبہ کرتا تو یہانتک نوبت ہوتا کہ اونٹ کی دونو زانون تک زمین مین جھک جاتے تھے ف وحی کے نزول
کی کیفیت کا ذکر صحاح ستہ کی حدیثون سے صاف ظاہر ہے اور وہ صریح سلطان الاذکار
کی طرف اشارہ ہے انبیاء علیہم السلام کی اسی آواز سے ایسی حالتین ہوتی تھین کہ جسے وحی
کی آتین اور احکام الٰہی معلوم کر لیتے تھے اور اولیاء کرام اسی آواز سے بے حرکت اور
بے جہت اور بے انقطاع کی جمعیت اور لذت اور وجد اور ذوق حظ اٹھاتے اور پاتے
ہین اور اسمین محو رہتے ہین یہانتک کے اس لذت کے سبب ساری اشغال اور ذوق کو چھوڑ
کر اس آواز کے دریا مین بیٹھہ کر بے نام و نشان گمنام ہو جاتے ہین حضرت غوث
الثقلین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ چھہ برس تک غار حرا مین سلطان
الاذکار کرتے رہے اور مین بھی اُس غار متبرکہ مین بارہ برس یہ شغل کرتا رہا بڑی
بڑی کشائشین دیکھین نہایت تعجب اور حیرت یہ ہے کہ لوگ دور دور سے سفر کر کے حج کرنیکو
جاتے ہین اس مکان مبارک کی زیارت تک بھی نہین کرتے حضرت میاں صاحب
اس شغل مبارک کو اسقدر عزیز رکھتے تھے کہ اکثر اپنے مریدون سے اسکی لذت اور
طریق بیان نہین فرماتے تھے صرف بعض بعض کو اشارہ کنایہ سے فرماتے تھے چنانچہ
حضرت مولانا شاہ کو ایک سال کے بعد اور فقیر کو انہون نے چھہ مہینے کے بعد
فرمایا جس طرح پر کہ بیان کیا گیا ہے اسکا لطف جاری ہی دنمین مل سکتا ہے ببھتہ

تنبیہ

کہ اُنہون نے اشارہ اور کنایہ سے تلقین فرمایا اور فقیر صریح اور مفصل کہتا ہے
اور بے پردہ دکہاتا ہے تنبیہ جب اس آواز کی پہچان ہو جاوے اسکو خوب کوشش کے
ساتھ محفوظ رکہنا چاہئے یہانتک بڑہاوے کہ ملکہ حاصل ہوتا جنگل اور حجرہ اور بازار اور
مجمع خلایق میں بھی اسکا غلبہ ہے اور ڈہول اور نقارہ کے آواز بلکہ اُنسے بھی سخت تر آوازون پر
غالب آوے اور غالب کیون نہ آوے کہ اصل ساری آوازونکی وہی ہے اس سے عالم
کی تمام آوازین نکلین یعنی ظاہر ہوئین اکثر اس شغل والے میانصاحب کی مرید جو بازار
مین جاکر بیٹہتے تھے یہی معلوم کرنے جاتے تھے کہ شغل شریف کی آواز ساری آوازون پر
غالب آئی یا نہین ف جب شغل سلطان الاذکار اس مرتبہ تک پہنچ جاوے مبارک
ہو کہ شاغل پر عالم لطافت کہلا اور شغل لطیف کے شغل نے اسکو لطیف کیا اور دریاے
حقیقت نے دل سے جوش مارا جو حقیقت کے چشمہ کا وجود ہے اُسوقت جانے کہ یہ آواز
وہ دریا جو ہے اس آواز سے وجود کیطرف آئی چنانچہ اُس بیرنگ سے ہر جگہ رنگ ہے ہستی کی
صورت اُسنے قبول کی اور جو وہ بے نہایت ہے اسکا رنگ اور صورت بھی بے نہایت ہے

فصل تیسری عالم جبروت کے بیان میں

فصل تیسری عالم جبروت کے بیان مین اس عالم کو عالم احدیت اور عالم جمعیت
اور عالم آرام اور عالم تمکین اور عالم بے نفس بھی کہتے ہین جو بعضون نے اس عالم کو اسماء صفات کہا ہے
غلط ہے اس گروہ کے بہت شخصونکو اس عالم کی حقیقت معلوم نہین ہوئی نا سمجھی سے جہان دیکہا
ہے اسماء صفات اگر عالم ارواح کے مرتبہ مین ہین تو داخل ملکوت ہین جو عالم حس مین
ظاہر ہوئے تو داخل ناسوت ہین اس سے ظاہر ہوا کہ اسماء صفات کے عالم کو عالم
جبروت کہنا درست نہین اس عالم کی سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
کے سوا کسی نے کچھ خبر نہین دی اُنہون نے فرمایا ہے کہ تصوف وہ شے ہے جو ایک ساعت بیٹھے تو بے شمار ہو کر
شیخ الاسلام نے پوچھا بیشمار کیا ہے فرمایا بے تلاش کے دیدار کو پانا اور بندہ کی نسبت
دیدار مین دیکہنے غالب ہے عالم جبروت وہ ہے کہ وہان عالم ناسوت اور ملکوت اور انکے متعلقات

تصوف

دکھائی نہین دیتی اور سالک اسطرح پر محو ہو جاتا ہی کہ خاطر خواہ آرام اور جمعیت پاتا ہی عالم
ناسوت اور ملکوت مین راز سی آگاہی[۱] نہین پا سکتا ایسا ہی عالم جبروت مین بھی
بی اختیاری ہے بعضی غافلون پر بہی خود بخود یہ ظاہری حالت ہو جاتی ہے یعنی جسوقت
آرام کرتے ہین انکو کسی قسم کی خواب نہین آتی اس عالم کا خیال رہتا ہی جب خواب سے
اُٹھتے ہین تو کہتے ہین کہ آج ہم ایسے چین و آرام سے سوئے کہ کچھ خبر نہ رہی اور جو اہلِ دل اور آگاہ
ہین وہ اپنے اختیار کے ساتھ اس حالین گزرتے ہین چنانچہ سید الطائفہ حضرت جنید
بغدادیؒ نے اسیکی طرف اشارہ فرمایا ہی کہ جب جاگنے مین کوئی ناسوت اور ملکوت کیصورت
دلمین نہ گزری تو عالم جبروت مین ہے اور غافل اور آگاہ کے درمیانمین یہ فرق ہے کہ
غافل خوابمین عالم جبروت مین بے اختیار ہو جاتا ہے اور آگاہ جسوقت چاہے با اختیار خود
خواب و بیداری مین عالم جبروت مین جا سکتا ہے اور عالم جبروت مین پہنچنے کا یہ طریق
ہے کہ تمام اعضا کو حرکت سے باز رکھکر دونون آنکھونکو بند کرکے داہنے ہاتھ کو بائین
ہاتھ پر رکھکر دلکو تمام ناسوتی اور ملکوتی نقوش سے خالی کرکے نہایت آرام و فراغت
سے مربع بیٹھے اور نظرمین ظاہری اور باطنی دل پر خیال نہ لاوے تو عالم جبروت کو پہنچیگا

فصل چوتھی عالم لاہوت کے بیان مین اس عالم کو عالم ہویت اور عالم ذات اور
عالم بیرنگ اور عالم محبت اور عالم اطلاق کہتے ہین اور یہ عالم ناسوت اور ملکوت اور
جبروت کی اصل اور انکو محیط ہے اور عالم جسم کی مانند ہین اور یہ عالم لاہوت انکی جان
ہی سب عالم اس سے نکلتے اور اسمین ملجاتے ہین یہ بذاتِ خود ہمیشہ ایک حالت پر
رہتا ہے اسمین فرق نہین آتا هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ[۲] ۔ دوسرے اور عالمون کے اس سے ایسی نسبت ہے
جیسے موج سے دریا کی اور ذرون سے آفتاب کی اور لفظون سے معنی کی تو جسوقت
یہ سعادت لازوال توحید اور بے زوال تحقیق اس عالم واقف سے ملی اور عمل نصیب ہ

۱ خواہ غافل ہو یا شاغل ۱۲ محمد جمال الدین دہلوی عفی عنہ

۲ وہ ہی ذات ہے پہلے اور پیچھے اور وہی ظاہر و باطن اور وہی ہر شے کو گھیرے ہے ۱۲ محمد جمال الدین دہلوی عفی عنہ

فصل چوتھی عالم لاہوت کے بیان مین

اور ہوکر دریائی ہویت مین پہنچے سوچے کہ جب وہ تمام ہوا تو کون ہی اسکے سوا چارہ نہین کہ
اپنی آپکو عین وہ ذات جانے اور مین تو کے اشارہ کو دلسے اٹھاوے ذاتکی تجلی اور توحید کی
یہی حقیقت ہی وَفِی اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ چاہیی کہ اپنی آپکو عین اُسکی ذات سمجھے
تمام عالم کو اپنی اندر اور اپنی آپکو سب عالم کے اندر خیال کرے اور وہم و وسواس کو ہرگز
اپنی پاس وخل ندے اور تعینات کو ذاتی حجاب نجانے ؎ ہرگز نکند آب حجاب اندر یخ
با آنکہ کنند نقش حباب اندر یخ چہ بحر حقیقت ست کونین درو چون یخ بمیان آب باند یخ
یعنی باوجودیکہ دریا برف سے جم جاتا ہے اور اسپر حباب کا نقش بنجاتا ہی تو بھی برف مین پانی
چھپ نہین سکتا کیا معنی کہ جب برف پگھل جاتا ہے پانیکی وہی اصل نکل آتی ہے ضرور
کہ دوسری قسم کی صورت تبدیل ہوگئی مگر ذات مین فرق نہ آیا پانیکی بدلے دودہ نہین ہوگیا
وہی پانیکا پانی رہا بس جیسے برف پانیمین اور پانی برف مین ہوجاتا ہی اسیطرح حقیقت
کا دریا حق ہے اُسمین برف کی مانند دونون جہان ہین جو خطرہ نظر آوے اسکو بھی عین ذات
ہی جانے تا کامل ہووے جب نسبت کمال کو پہنچ جاوے جس جگہ اور جس چیز پر نظر کرے اُنکی ہی
صورت جانے ہرگز اُسکو تنزیہ اور پاکی اور بیرنگی کا متصف نجانے کہ تشبیہ کی سعادت سے بے نصیب
رہیگا اور ایسی ہی محض تشبیہ کیساتھ موصوف نکرے کہ تنزیہ کی دولت سے بے بہرہ ہوگا
پس پاکی اور ناپاکی اور تشبیہ اور تنزیہ سب اسیکی ظہورات اور تعینات ہیں جو ذرہ کو اس سے جدا جانے توحید
اور عرفانکی نعمت سے بے نصیب اور محروم رہے تنبیہ دریا جو حرکت کرتا ہے اس سے موج اور
نقش پیدا ہوتے ہین لاکھون ببلے اور دائرے آسمانون اور زمینون کی طرح دکھائی دیتے
ہین لیکن یہ سب جدا نہین ہوسکتے اگر موج کے نقش کو دریا سے جدا کیا جاوے تو غیر ممکن
ہی گو براے نام جدا ہین لیکن ذات اور حقیقت مین ایک ہین رباعی توحید بگویم
ابلہی یارانہ موجود نگشتہ ہیچ کی غیر خدا انہا کہ تو می بینی و میدانی غیرہ در ذات
ہمہ یک ہست و در نام جدا نہ جب تک دریا مین صاف پانی ہوتا ہے بے صورت

تنبیہ

اور بے رنگ ہوتا ہے جب جم گیا تو کبھی برف اور کبھی اولہ کی شکل بنجاتا ہے آب
غور کرنا چاہئے کہ برف اور اولہ وہی بیرنگ پانی ہے یا نہین جو چھوڑ دے تو وہی
پانی نام ہوگا یا کچھ اور پس جسنے حقیقت کی آنکھ سے پانی کو تمامی مرتبون اور کیفیتون میں
دیکھکے پہچانا پانی جان لیا ؎ دریاست وجود صرف ذات وہاب ٭ ارواح و نقوش
ہمچو نقش ماند بر آب ٭ بحریست کہ موج میزند اندر خود ٭ گہ قطرہ گہست موج گاہیست
حباب ٭ نادان لباس اور غیر بینی کی کیفیت مین پھنسا محروم رہتا ہے عارف
اور جاہل مین اتنا ہی فرق ہے پس عرفان یعنے تصوف اس سے
زیادہ نہین کہ اپنی اصل کو پہچان کرین اور تو کی قید سے نکلجاوے کہ تو خود وہ ہے
اور ہمہ اوست ہے اور محال ہے کہ اُسکے سوا موجود ہو اس مطلب کی توضیح
کے لئے بہت سی تمثیلین ہیں چنانچہ نقش اور نقطہ اور الفاظ اور معنی سارے
اُسی سے نکلے جڑ اور پتے اور شاخ اور میوے تخم ہی سے ہوتے ہین
با این ہمہ کثرت وحدت کی مانع نہین **رباعی** کردار و نیکا نگی دوئی را آماراج ٭
باید کہ کسی کام خود را تو علاج ٭ واحد متکثر نشود از اعداد ٭ دریا متبحر نشود از امواج
اختصار کے سبب سے مذکورہ بالا مثالون پر اکتفا کیا گیا **ف** جاننا چاہئے کہ
ذات بحت اور آفتاب حقیقت بیرنگی کی مرتبہ کہ کُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ
اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ اُسکی خبر دیتی ہی جب دوستی میں محبت کا اظہار ہوا
اور پوشیدگی کی نقاب ڈالی یعنے دیدار اور مشاہدہ اور وصل کی لذت میں تمامی
ذات مقید ہوئی اب اگر مطلق کو ڈھونڈے ایکدن بے مقید کے نپاوے چنانچہ
گنج مخفی کے ظہور سے پہلے اگر مقید کو ڈھونڈے مطلق کے سوا نپاوے ہمیشہ
مقید کے ساتھ مطلق ہے اور مطلق کیساتھ مقید پس تحقیق جانے کہ حجاب کی
قید کا اطلاق نہیں اور تعینات ذات کی مانع نہین پھر جس جیز پر ہاتھ

ہاتھ رکھا گیا تو بے پردہ کی عین ذات پر رکھا گیا اور جس پر نظر ڈالی بے حجاب حسنِ مطلق دکھائی دیوے **رباعی** گویم سخنے زروے تحقیق وصواب ؛

گر مرد رہی قبول کن وروی متاب ؛ ہرگز نبود صفات بر ذات حجاب

کے نقش بر آب مانعست بر آب ؛ غرض سلوک میں شغل آخر و نہایت کار اپنے آپکو قبول کر کے بیٹھنا ہے یعنے باوجود تقیدات کے اپنے آپ کو عین ذات بحت صرف جہت اور ہستی کے ساتھ جاننا اور جو کچھ اپنے سوا نظر آوے عین خود سمجھنا دوئی کی جڑ دور کر لی اور بُعد او بیگانگی کے پردو کا اٹھانا اور سب کو ایک ذات دیکھنا تو خود بخود لذت پاتا ہے ؎ یا لیلی وش من غیر من مجنون نیست ؛ شمع از دائرۂ پرتوِ خود بیرون نیست ؛ - اسبات کا بعضے اکابر نے اشارہ بھی کیا ہے ؎ از کنارِ خویش می یابم دمادم بوئے یار ؛

زان ہمی گیرم ہمیشہ خویشتن را در کنار ؛ ہے یہ کہ جس کسینے اس نسبت کو درست کیا اور اپنے وجود کی شرافت کی شناخت سے جو اکسیرِ اعظم سے مشرف ہے واقف ہوا وہ غفلت کے جنگل سے اور ناوانی اور رنج اور جستجو اور وسوسۂ گفتگو کی .....

سرگردانی سے چھوٹکر فارغ ہوا قطرہ جبتک اپنے آپ کو دریا سے جدا جانے قطرہ ہے اور بندہ جبتک اپنے آپ کو خدا نجانے بندہ ہے ؎ ای آنکہ خدا ہمیشہ خواہی ہر جا ؛ تو عینِ خدائی و جدائی زخدا ؛ این جستنِ تو بان ہمین می ماند ؛ قطرہ بمیانِ آب جوید دریا ؛ -

جب اس مرتبہ کو پہونچا حقیقت اور وحدت کا آفتاب طلوع ہوا اور وہم اور پنداری کا ابر دور ہوا ظلمت اور نادانی کا حجاب اور پردہ اٹھ گیا ؎

ہر چند حجاب درمیان دارد یار ؛ بر تاروی وخوش وخوب می نماید بسیار

چون عینکِ نو بود نقابِ رخ او ؛ عینک نکند پیشِ چشم تو غبار ؛ اس مقام پر ذکر اور ذاکر اور مذکور ایک ہو گئے صاحبِ لمعات قدس اللہ سرہ اس کے

حال کی خبر دیتے ہین ؎ معشوق وعشق عاشق ہر سہ یکی ست اینجا
چون وصل درنگنجد ہجران چہ کار دارد ٭ جب مرشد نے طالب صادق کو اس
مرتبہ پر پہونچادیا اور ان باریکیون کو سمجھادیا آگے اُسکو خدا کے سپرد کیا تعلیم
کی گنجایش نرہی کہ خدا کو تعلیم کرنی جائز نہیں **ف** جب سالک جان چکا کہ اصل
کام کیا ہے اور دلدار کی دوری اور جدائی کیا ہمیشہ خوش رہے **رباعی**
در ہجر تو بردم اندوہ وآزارم ٭ در وصل تو رفت ہستی و پندارم ٭ شادی آمد نصیب
جانم کردند ٭ اکنون تن و جان خود براحت دارم ٭ جبکہ سالک کا وجود کل کا وجود ہوگیا
اور رنج اور خوف اور غم اور وہم اور دوری اور مہجوری دل سے اوٹھ گئی اور
عذاب کے خوف اور ثواب کی امید سے چھوٹ کر ابدی نجات حاصل ہوئی
جاہے سو کرے اور جس صفت سے چاہے رہے ؎ بادشاہی را گدائی
دوست آگاہی گزین ٭ چون باگاہی رسیدی ہرچہ میخواہی گزین ٭ الا بشارت
لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اس حال والون کی شان مین نازل
ہوئی ہے مژدہ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ انھیں کے حق میں
ہے اس باب میں بہت سی آیتیں اور حدیثیں اور بزرگون اور سلف کے مشائخ
کے اقوال ہین جسکو اُنکے دریافت کرنیکا ذوق و شوق ہووے وہ ہر ذرہ سے
حقیقت کا آفتاب دیکھے گا جو یہ نسبت کمال کو پہونچادیگا تو اُسکے عین نیچے
مین کچھ وہم نرہیگا ارباب باطن سے تحقیق کے بعد وہ خود بخود ایک لذت اور
بھید کا مطلب پاویگا جو اس یگانگی کو دیکھے گا جزو سے کل بنیگا اور قطرہ
سے دریا اور ذرہ سے آفتاب اور نیستی سے ہستی لیگا فقط

تمت بالخیر

بقیۃ صفحہ ۲۴ ؏

جب ان حالون کو پہونچا اوران مقالون کو دیکہا اور ذکر و شغل کرکر اپنے وجود سے فارغ ہوکر مصداق مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا ہوگیا وہ توحید کا عارف ہے اسکے بغیر خبردار خبردار اس خطرناک میدان مین بے کامل و مکمل مرشد کے پاؤن رکھنا ہلاکت مین پڑنا ہے

ہمارا کام ہے کہدینا یارو ؏ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو ؏

تکملۂ مولف

ہر کسی را بہر کارے ساختند ؏ میل او را در دلش انداختند ؏

فقیر محمد جلال الدین دہلوی حنفی عنہ سے ارباب تحقیق اور اصحاب تدقیق پر واضح اور لایح ہو کہ صرف حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور حضرت علاؤالدولہ سمنانی اور حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمہم اللہ نے بصورت خلاف وجود شہود کو مانا ہے انکے سوا الا کہون بلکہ تمام اولیائے کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے شہود کی تسلیم اور اس مسئلہ کے طے کے بعد وحدت الوجود تک قدم کو بڑہایا ہے اور اعلے مرتبہ پایا ہے چنانچہ سیدنا رسول اللہ صلعم اور حضرت علی اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت محی الدین بن عربی اور امام غزالی اور مولنا جامی اور شیخ عطار اور مولنا روم اور حضرت خواجہ محمد باقی اور شیخ ابوالعلا اور خواجہ خورد اور شاہ عبدالرحمن صوفی اور ملک العلماء شاہ عبدالرزاق جھنجہانوی اور شیخ امان پانی پتی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ المشارق والمغارب مولنا شاہ عبدالعزیز محدث اور مولانا محمد اسمعیل وغیرہم رضی اللہ عنہ بے انتہا بلکہ آخر مین حضرت مجدد کا بھی چار جزو کا اقراری رسالہ مولوی قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی کے ہان موجود اور مشفقی محبی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا رسالہ رشیدیہ اور محبی جناب مولوی شیخ محمد صاحب تہانوی کے الہامات جو چہ زمزم پر قلمبند ہوئے اور محبی مکرمی قاسم العلوم مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کا مدلل مکتوب ابہی فقیر خود مثبت وحدت الوجود اور سب الاستاد و ہادینا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تہانوی مہاجر تصنیفیہ قلائد نر کیلنفس

اور تجلیہ روح کے بعد یہہ خود بخود منکشف ہو جاتا ہے نہ صرف لسانی کارروائی پر جو خلاف واقع

مخالف مطلب ہے کہیں حال کو فقط قال کے حوالہ کر دینا الحاد مین پڑنا ہے ؎

حیف باشد این سخن در گوشِ عام ۔ طوطیا در چشم نابینا کرد ؎

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیئے ۔ کس طرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہیئے

کیا مزا آتا ہے یار و قتل ہو پیارے کے ہاتھ ۔ اس کی لذت کو کسی گھائل سے پوچھا چاہیئے

وقس علی ہذا اگر ان سب پر لغزش کا احتمال ہو عالم کی تمام کام درہم برہم ہو جاوینگے جو

مصداق لم تقولون ما لا تفعلون کرے گو کہنے پر چھوڑ دینگے محل ہلاکت سے

چھٹکارا نہ پاوینگے ۔ بس آئینہ خیال مین منظر اور مظہر کی بحث مختلیہ سے عینیت اور وحدت

و کثرت کو شاغل پر خود منظہر ہے تشبیہ تنزیہہ کی نافی نہین اس سے زیادہ تصریح کی اجازت

نہین کلام مجید اور احادیث سے یہہ امر ظاہر و باہر ہے پہر پہلی کتب سلوک و شطحیات

بہت اس سے پُر سرد و گرم لوہے اور پہول اور اُسکی خوشبو کی تفاوت اور آفتاب اور اُسکی

عکس اور آئینہ اور اُسکے عکس اور بُلبلے اور پانی اور برف اور اولہ وغیرہ ہزارہا نظائر ارباب بصیرت

خود توجہ سے جان سکتے ہین ؎ کشتی درونِ دریا دریا درونِ کشتی ؎ صد ہزاران ہمچنین

اشباہ ہین ۔ در خانہ اگر کس ست حرفے بس ست ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

اسکے سوا اصل کتاب ہذا مین بھی اپنی جگہ ذکر ہوچکا جو پہلے ہی ناظرین کی نظر سے گذرا ہوگا

کما لا یخفےٰ والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ ؏

تاریخ فقیر مولف

چون حال العارفین کردم تمام ۔ با ہزاران لطف و حسن اہتمام

بد ہزار و دو صد و افزون نود ۔ لیکن حدیقہ نوبہار آید بپایہ انتظام

بست از قادر بدان از قادری ۔ اینچہ گفتیم فافہم والسلام

تقریظ طبعزاد محب با اخلاص مولوی محمد خان غریب تخلص سہارنپوری صانہ اللہ عن آفات المعنوی الصوری ہدیۂ ناظرین ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریف کے لایق وہ موجود بے قیود ہے جسنی انسان ناسوتی کو اسرارِ لاہوتی کا مظہر بنایا اور ارواح ملکوتی کو انوارِ جبروتی سے منور فرمایا اور درود کے قابل وہ وجود باجود ہے جو نقطۂ دایرۂ شہود اور موجودات عالم کا مقصود ہے اُسکی آل و اصحاب پر سلام الی یوم القیام ہم دامن آلودگان غبارِ کثافت کم حوصلہ پست ہمت بے بضاعت کا کیا دل گردہ جو ذاتِ احدیت کی ماہیت کما حقہ جانین یا پہچانین السبیل مسدود و الطالب مردود شعر جب کہے خود نبی کہ یا مالک ، ماعرفناک حق معرفتک ، اما چون ان لا یترک کلہ فقیر روسیاہ غریب گمراہ خدمت مین مستانِ ذوق و شوق کے عرض رسا ہے کہ ان دنون جمال جلال صاحب حال وقال والی ولایت مرتضوی ابو القاسم مولانا محمد جمال الدین صاحب علوی دہلوی نی رسالہ حق نما مصنفہ صاحب فروشکوہ محمد دارا شکوہ خلف اکبر شاہ جہان حضرت رحمہا اللہ تعالے بالغفران کا جو حقیقت مین حق نما ہے ترجمہ کیا بلحاظ محاورہ خیال حل اشکال اور تنقیح مطالب اور تشریح مآرب کو ہاتھ سے ندیا پھر اُسکا تحشیہ لکھدیا واقعی یہ رسالہ تصوف مین حق نما ہے طریق طریقت کا پیشوا ہے جو صاحبدل اُسکو غور سے ملاحظہ فرما کر عمل مین لائین گے یقین ہے خدا تک پہونچ جائین گے اس رسالہ کی تعریف کا انتہا محال ہے یہان زبان ناطقہ گویا لال ہے کیون نہو جسکی تاریخ خزینہ خوبی (۱۲۹۰ھ) ہے اور مخزن علوم ولایت (۱۲۹۰ھ) مرغوب طالب (۱۲۹۰ھ) ہی اور خزینہ حقیقت (۱۲۹۰ھ)

شاخ
درسکندرآباد دکہن آٹھوین ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۶ھ سہ شنبہ

قطعہ تاریخ طبع سابق از صاحب تقریظ

رسالہ جو ہے حق نما اک غریب — کیا اسکا علوی نے اب ترجمہ
سنے سال تاریخ دل نے مرے — کہا خوب ہے ترجمہ واہ واہ

فہرست مطالب

التماس

فقیر محمد جمال الدین دہلوی عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ اسوقت الہامات جناب مشفقی مولوی شیخ محمد صاحب تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ تو انکے مریدون کے پاس ہین غالباً وہ چھپوا کر طالبونکو متمتع کرینگے اور خطوط مجمع قاسم الخیرات مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی سلمہ اللہ تعالی ایک وحدۃ الوجود دوسرا سماعت اموات کے اثبات مین آہی فقیر جو مظفرنگر سے ہونگے مین دستخط خاص مؤمن گر عالم عنایت فرمائے خاص فقیر مولوی حاجی محمد قاسم صاحب سلمہ ربہ غالباً قریب چھپکر کحل دیدہ ارباب بصیرت و نور بخش چشم نظارگیان و طالبان ہوگا فقط تمت بالخیر ۱۲

تمت